HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y

AL-HAYAT Research Journal

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

Volume 3 Issue 2 (Jan-Mar 2026)

علم معاشیات میں منتخب مسلم مفکرین کا کردار: امام ابویوسفؒ سے عصرِ حاضر تک

The Role of Selected Muslim Thinkers in Economics: From Imam Abu Yusufؒ to the Contemporary Era

Hafiz Bilal Ahmad

PhD Scholar, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur

Email: hbilalese@gmail.com

Bareera sayed

Visting lecturer government college university Faisalabad

Email: bareeraqueen1515@gmail.com

Muhammad Omar Al Hassan (Corresponding Author)

BS Islamic Studies, Government College University Faisalabad

Abstract

This research explores the pivotal role of Muslim thinkers in the development of economic thought, tracing contributions from Imam Abu Yusuf (d. 798 CE) to contemporary scholars such as Mufti Muhammad Taqi Usmani. Islamic economics is not limited to material welfare but integrates ethical principles, Shariah compliance, and societal well-being. Early scholars, including Abu Yusuf, Ibn Hazm, Imam Ghazali, Ibn Taymiyyah and Ibn Khaldun, laid foundational concepts in fiscal policy, public finance, labor division, fair trade, pricing and market regulation, often centuries before similar theories emerged in Western economic thought. Their work emphasizes justice, equitable distribution of wealth and the moral responsibility of rulers and citizens in economic transactions. In the modern era, Mufti Muhammad Taqi Usmani has operationalized these principles to develop contemporary Islamic banking and finance frameworks, including instruments such as Murabaha, Mudarabah, Musharakah, Istisna and Sukuk. His scholarship bridges classical Islamic jurisprudence with present-day financial systems, promoting profit-and-loss sharing, interest-free banking, and ethical investment practices. The study highlights that Islamic economic thought offers a comprehensive framework combining ethical, social, and financial dimensions, providing alternatives to conventional capitalist and socialist models. By examining both historical and contemporary perspectives, this research underscores the enduring relevance of Islamic economic principles for policy-making, financial regulation and societal welfare, reinforcing the global applicability of a Shariah-compliant economic model.

Keywords: *Islamic Economics, Muslim Thinkers, Imam Abu Yusuf, Ibn Khaldun, Imam Ghazali, Ibn Taymiyyah, Mufti Taqi Usmani, Islamic Banking, Fair Trade,Fiscal Policy.*

CC BY

تعارف:۔

علم معاشیات انسانی معاشرت کی بنیادی سرگرمیوں، وسائل کی تقسیم، پیداوار، تجارت اور دولت کے منصفانہ استعمال کا مطالعہ کرتا ہے۔ یہ علم نہ صرف انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اہم ہے بلکہ اخلاقی، معاشرتی اور سماجی اصولوں کے نفاذ میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ مغربی دنیا میں اکثر معاشیات کا آغاز ایڈم سمتھ (Adam Smith) سے جوڑا جاتا ہے تاہم تاریخی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم مفکرین نے ایڈم سمتھ سے کئی صدی پہلے ہی اقتصادی اصولوں اور مالیاتی نظام کے بنیادی نظریات مرتب کر لیے تھے۔ مسلم مفکرین نے محنت کی تقسیم، قیمتوں کا تعین، منڈی کے اصول، محصول، زکوۃ، اور سرمایہ کی حرکت جیسے موضوعات پر نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی اصول بھی وضع کیے، جو آج کے جدید اقتصادی نظام کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اسلامی معاشیات کا بنیادی مقصد صرف مادی دولت کی تشکیل نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی اقدار کے تحفظ کے ساتھ اجتماعی فلاح بھی ہے۔ قرآن و سنت میں واضح ہدایات موجود ہیں جو معاشی عدل، حلال ذرائع سے مال کمانا، سود کی ممانعت، زکوۃ اور غربت کے خاتمے جیسے اصولوں کو فروغ دیتی ہیں[3]۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک مکمل اقتصادی نظام قائم فرمایا جس میں بیت المال، مارکیٹ کی نگرانی، تجارتی معاہدات اور محصولات کا نظام شامل تھا اور صحابہ کرامؓ نے اسے مزید وسعت دی۔ اس کے بعد امام ابو یوسفؒ، امام غزالی، ابن خلدون، ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، مولانا مودودی اور مفتی محمد تقی عثمانی جیسے علماء نے نہ صرف اسلامی معاشی اصولوں کی تشریح کی بلکہ ان کے عملی نفاذ اور بین الاقوامی سطح پر مقبولیت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

علم معاشیات انسانی زندگی کے اہم ترین علوم میں سے ایک ہے۔ یہ وہ علم ہے جو انسانی ضروریات کی تکمیل، وسائل کی تقسیم، دولت کی پیداوار، صرف اور تبادلے سے بحث کرتا ہے۔ مغربی دنیا عموماً ایڈم سمتھ کو معاشیات کا بانی سمجھتی ہے جن کی کتاب دی ویلتھ آف نیشن ۱۷۷۶ء میں شائع ہوئی، لیکن یہ تصور تاریخی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا[1]۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم مفکرین نے ایڈم سمتھ سے صدیوں پہلے معاشیات کے بنیادی نظریات مرتب کر لیے تھے۔ محصولات، قیمتوں کا تعین، منڈی کا نظام، محنت کی تقسیم، سرمائے کا کردار اور تجارت کا فروغ ان تمام موضوعات پر مسلم علماء نے تفصیلی اور منظم رائے قائم کی۔ یہ علمی ورثہ نہ صرف اسلامی دنیا کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے قیمتی خزانہ ہے۔

علم معاشیات کی تعریف اور دائرہ کار:۔

علم معاشیات کی متعدد تعریفات کی گئی ہیں۔ معروف ماہرِ معاشیات آلفریڈ مارشل کے نزدیک معاشیات انسانی زندگی کے روزمرہ معاملات کا مطالعہ ہے[2]۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معاشیات صرف مادی مفادات تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی اصولوں، شریعت کے احکام اور اجتماعی فلاح کو شامل کرتی ہے۔ اسلام میں معاشی سرگرمی عبادت کا درجہ رکھتی ہے بشرطیکہ وہ حلال طریقے سے ہو۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ۔[۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔

یہ آیتِ کریمہ معاشی اخلاق کی بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشیات کی پوری عمارت قائم ہے۔

اسلام اور معاشیات کے بنیادی اصول:۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ معاشی معاملات اسلامی تعلیمات کا لازمی جز ہیں۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ میں معاشی اصولوں کی تفصیل موجود ہے۔ تمام وسائل اللہ کی ملکیت ہیں، انسان خلیفہ اور امین ہے، معاشی لین دین میں انصاف ضروری

CC BY

ہے، حرام ذرائع سے مال کمانا ممنوع ہے،سود کی ممانعت،زکوٰۃ :دولت کی گردش اور غربت کے خاتمے کا نظام اور اجتماعی فلاح انفرادی مفاد اجتماعی مفاد کے تابع ہو۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مکمل اقتصادی نظام عملاً قائم فرمایا جس میں بیت المال، مارکیٹ کی نگرانی حسبہ، تجارتی معاہدات اور محصولات کا نظام شامل تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اس نظام کو مزید وسعت دی اور خلافتِ راشدہ میں ایک منظم اقتصادی ڈھانچہ تشکیل پایا۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں کہ:

> اسلامی معاشیات کا مقصد انسان کو مادی ضروریات فراہم کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اخلاق اور روحانی اقدار کی بھی حفاظت کرنا ہے۔ یہ نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں سے مختلف ایک تیسری راہ ہے۔[4]

ابتداء اسلام اور معاشی فکر:۔

اسلامی معاشی فکر کا آغاز دورِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہوا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں جو ریاست قائم فرمائی اس میں معاشی اصولوں کی عملی بنیاد رکھی گئی۔ مؤاخات بھائی چارہ(، انفاق) خرچ کرنا، تجارتی اصول، زکوٰۃ کا نظام یہ سب معاشیات کے عملی پہلو تھے جو مدینے کی ریاست میں نافذ ہوئے۔

خلفائے راشدین کا دور: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بیت المال کو منظم کیا اور محصولات کی وصولی کا نظام قائم کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس نظام کو مزید ترقی دی۔ آپؓ نے دیوانِ خراج، دیوانِ زکوٰۃ اور عطاء وظائف کا نظام قائم کیا۔ یہ دنیا کا پہلا منظم مالیاتی نظام تھا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی اس نظام کو برقرار رکھا گیا۔اس دور میں فتوحات کے ساتھ خراج کی وصولی کا مسئلہ اہم ہوگیا۔ زرعی زمین کے محصول، تجارتی راستوں کی حفاظت اور غنائم کی تقسیم یہ وہ موضوعات تھے جن پر فقہاء نے غور کیا اور بعد کی معاشی فکر کی بنیاد رکھی۔اموی اور عباسی دور میں کاغذی سکوں کا استعمال اور عباسی دور میں صنعت و تجارت کے فروغ نے معاشی فکر کو نئی جہتیں دیں۔ بغداد، قاہرہ اور قرطبہ جیسے شہر تجارتی مراکز بن گئے۔ اس ماحول میں مسلم علماء نے معاشی نظریات کو لکھنا شروع کیا۔[5]

معاشیات مالیہ کے بانی اور امام ابو یوسفؒ:۔

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم امام ابوحنیفہؒ کے نامور شاگرد اور ہارون الرشید کے دورِ خلافت میں قاضی القضاۃ تھے۔ آپ وہ پہلے مسلم عالم ہیں جنہوں نے عوامی مالیات پر ایک مستقل کتاب تحریر کی۔

کتاب الخراج: امام ابو یوسف کی شہرۂ آفاق تصنیف "کتاب الخراج "خلیفہ ہارون الرشید کی خصوصی درخواست پر لکھی گئی۔[6] یہ کتاب محض ایک فقہی کتاب نہیں بلکہ اسلامی دنیا کا پہلا جامع مالیاتی دستور ہے۔ اس میں درج ذیل موضوعات پر مفصل بحث ملتی ہے کہ خراج زمینی محصول کی اقسام، شرح اور وصولی کا طریقہ جزیہ) غیر مسلموں سے محصول (کے احکام اور شرائط عشر) پیداوار پر دسواں حصہ (کا نظام)،فے اور غنیمت کی تقسیم کے اصول بیت المال کا انتظام و انصرام،ریاستی اخراجات اور عوامی فلاح شامل ہیں۔

امام ابو یوسف نے قیمتوں کے بارے میں ایک اہم نظریہ پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ قیمتیں صرف طلب و رسد کے قانون پر منحصر نہیں بلکہ دیگر عوامل بھی قیمتوں پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ نظریہ مارشل کے نظریے سے نو سو سال پہلے کا ہے۔ پروفیسر ایس ایم احمد لکھتے ہیں:

> ابو یوسف وہ پہلے مسلم عالم ہیں جنہوں نے عوامی مالیات پر منظم انداز میں قلم اٹھایا اور جن کے نظریات کا اثر بعد کے معاشی مفکرین پر واضح ہے۔[7]

CC BY

کتاب الاموال:

ابو عبید قاسم بن سلام ایک عظیم محدث، لغوی اور فقیہ تھے۔ انہوں نے اسلامی مالیاتی نظام پر ایک جامع کتاب تحریر کی جو آج تک اپنی افادیت رکھتی ہے۔کتاب الاموال "اسلامی مالیات کی ایک ایسی جامع تصنیف ہے جس میں اسلامی ریاست کی آمدنی اور اخراجات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے[8]۔اس کتاب کی خصوصیات یہ ہیں:

ا۔زکوٰۃ کے تمام احکام، شرائط اور نصاب کی تفصیل۔

۲۔خراج اور جزیہ کے قانونی پہلو۔

۳۔غنیمت اور فے کی تقسیم کے اصول۔

۴۔سدِ ذرائع فساد : معاشی فساد کی روک تھام۔

۵۔اسلامی ریاست کی مالی ذمہ داریاں۔

ابو عبید نے ایک اہم اقتصادی اصول بیان کیا کہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو بنیادی ضروریاتِ زندگی فراہم کرے۔ یہ اصول جدید رفاہی ریاست کا سبق ہے جو مغرب نے بیسویں صدی میں سیکھا لیکن ابو عبید نے نویں صدی عیسوی میں بیان کر دیا۔مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

> ابو عبید کی کتاب الاموال اسلامی معاشی فکر کا ایک قیمتی خزانہ ہے جسے مغربی مؤرخین نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا۔[9]

نظریہ خراج اور امام یحیٰ بن آدم:۔

امام یحییٰ بن آدم ابو یوسف کے ہم عصر اور کوفہ کے نامور عالم تھے۔ انہوں نے کتابالخراج کے نام سے ایک مستقل تصنیف چھوڑی جو زرعی معاشیات پر سب سے قدیم منظم رسالہ ہے[10]۔یحیٰ بن آدم نے خراج کے بارے میں سات سو سے زائد روایات جمع کیں اور انہیں منظم انداز میں پیش کیا۔ ان کی کتاب میں زمین کی پیائش، محصول کی شرح اور کاشتکاروں کے حقوق پر تفصیل موجود ہے۔ یہ اسلامی زرعی قانون کا بنیادی ماخذ ہے۔

معاشی انصاف از امام ابن حزم الجلی:۔

علی بن احمد بن سعید ابن حزم(اندلس) سپین کے عظیم فقیہ، فلسفی اور ادیب تھے۔ ظاہری مسلک کے امام ہونے کے باوجود انہوں نے معاشی مسائل پر جرأتمندانہ اور انقلابی موقف اختیار کیا۔ ابن حزم نے" المحلّٰی "میں صراحت کے ساتھ لکھا کہ ریاست پر فرض ہے کہ وہ ہر شہری کو کھانا، کپڑا اور رہائش فراہم کرے[11]۔گر ریاست یہ ذمہ داری ادا نہ کر سکے تو دولتمندوں پر واجب ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کریں۔ یہ ریاستی ذمہ داری کا وہ جدید تصور ہے جو آج کی فلاحی ریاستیں اپناتی ہیں۔ابن حزم کے اس موقف کو بعض علماء نے متنازعہ قرار دیا لیکن ان کی فکر نے اسلامی دنیا میں معاشی انصاف کا شعور بیدار کیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

فلسفۂ دولت، قیمت اور تجارت اورامام غزالی:۔

امام محمد بن محمد غزالی اسلامی تاریخ کے ان چند عبقری علماء میں سے ہیں جن کا ذہن فکرِ اسلامی کو یکسر بدل دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ آپ کو" حجۃ الاسلام "کہا جاتا ہے۔ معاشیات میں ان کا کردار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

احیاء العلوم میں معاشی افکار:۔

امام غزالی کی شہرۂ آفاق تصنیف" احیاء علوم الدین "محض روحانیت کی کتاب نہیں بلکہ اس میں معاشیات کے اہم موضوعات پر گہرے خیالات پائے جاتے ہیں[12]۔ غزالی نے جن معاشی نظریات کو بیان کیا وہ درج ذیل ہیں:

محنت کی تقسیم:امام غزالی نے آدم سمتھ سے تقریباً پانچ سو سال پہلے محنت کی تقسیم کا نظریہ پیش کیا۔ انہوں نے لکھا کہ کوئی ایک انسان تنہا اپنی تمام ضروریات خود پوری نہیں کر سکتا اس لیے ہر کوئی ایک کام میں مہارت حاصل کرتا ہے اور پھر تبادلے کے ذریعے دوسروں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ انسانی معاشرہ باہمی تعاون کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اورباہمی تعاون کی شکل یہ ہے کہ ہر شخص ایک کام میں ماہر ہو اور اپنی مہارت دوسروں کی خدمت میں لگائے۔

سکے کا نظریہ:غزالی نے سکے کی افادیت پر جو بحث کی وہ زبردست ہے۔ انہوں نے لکھا کہ سونا اور چاندی اپنی ذات میں بے فائدہ ہیں ۔ ان کی افادیت تبادلے کے ذریعے ہے۔ سکے تجارت کو آسان بناتے ہیں اور مختلف اشیاء کے مابین تقابل ممکن بناتے ہیں۔ سکے کے ذریعے سود خوری جب وہ بذاتِ خود بیچا جائے گناہ ہے کیونکہ یہ سکے کے فطری مقصد کے خلاف ہے۔

قیمتوں کا نظریہ:امام غزالی نے قیمتوں کے بارے میں بتایا کہ منڈی میں مسابقت ہونی چاہیے اور قیمتوں پر ناجائز قبضہ جماناذخیرہ اندوزی حرام ہے۔کسی ایک تاجر کا اجارہ داری قائم کرنا عوام کے ساتھ ظلم ہے۔

فلاحِ عامہ کا مقصد:غزالی نے مقاصدِ شریعت کے تحت جو پانچ بنیادی مقاصد بیان کیے جان، عقل، نسل، مال اور دین کی حفاظت یہ دراصل اسلامی فلاحی معاشیات کا خاکہ ہے۔[13]

ابن تیمیہؒ:منصفانہ قیمت کا نظریہ:۔

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ اسلامی فکر کی تاریخ کے ان نادر عقل و علم کے مالک ہیں جنہوں نے ہر علم پر گہرا نقش چھوڑا۔ معاشیات میں ان کا کردار بے مثال ہے۔

اسلامی معاشی حکمرانی:۔

ابن تیمیہ نے منصفانہ قیمت کا نظریہ پیش کیا۔ ان کے نزدیک منصفانہ قیمت وہ ہے جو مارکیٹ میں آزادانہ مسابقت کے ذریعے طے پاتی ہے۔ مصنوعی طور پر قیمتیں کم یا زیادہ کرنا ظلم ہے۔ تاہم اگر بیچنے والے قیمتیں زبردستی بڑھائیں تو حکومت مداخلت کر سکتی ہے[14]۔یہ نظریہ قیمت کے نظریے سے پانچ سو سال پہلے آدم سمتھ نے پیش کیا تھا۔ آج کی جدید معاشیات میں طلب اور رسد کا جو قانون ہے اس کی ابتدائی شکل ابن تیمیہ کے یہاں موجود ہے۔

CC BY

طلب و رسد کا قانون: ابن تیمیہ نے واضح طور پر لکھا اگر کسی چیز کی طلب بڑھے اور رسد کم ہو تو قیمت بڑھتی ہے اوراگر طلب کم ہو یا رسد زیادہ ہو تو قیمت گھٹتی ہے۔یہ وہ قانون ہے جسے مغرب نے بہت بعد میں دریافت کیا۔ابن تیمیہؒ نے احتکار(ذخیرہ اندوزی) کو معاشی جرم قرار دیااور کہاکہ حکومت پر واجب کہ ذخیرہ اندوزوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنا مال فروخت کریں تاکہ عام لوگوں کو نقصان نہ ہو۔

محنت اور اجرت: ابن تیمیہ نے اجرت کے بارے میں بتایا کہ مزدور کی اجرت منصفانہ ہونی چاہیے۔ آجر کو یہ حق نہیں کہ وہ مزدور کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر کم اجرت دے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایامزدور کو اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے مزدوری دو۔[14]

محسبہ: ابن تیمیہ نے حسبہ کے ادارے کی اہمیت پر زور دیا۔ حسبہ وہ سرکاری ادارہ ہے جو بازاروں کی نگرانی کرتا ہے، دھوکہ دہی روکتا ہے اور منصفانہ تجارت کو یقینی بناتا ہے۔ یہ جدید صارف تحفظ کا قدیم اسلامی تصور ہے۔[15]

علامہ ابن خلدون کے معاشی نظریات:۔

عبد الرحمٰن بن محمد ابن خلدون نہ صرف اسلامی بلکہ عالمی سطح پر عظیم ترین مفکرین میں سے ایک ہیں۔ ان کا" مقدمہ "علوم کی تاریخ میں ایک انقلابی کتاب ہے[16]۔ پروفیسر آرنلڈ ٹوائن بی نے ان کے مقدمے کو کسی بھی زمان اور مکان میں کسی انسانی دماغ کی تخلیق کردہ عظیم ترین کتاب قرار دیا۔ابن خلدون نے کارل مارکس سے پانچ سو سال پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے۔ انہوں نے لکھاتمام دولت اور آمدنی محنت کا نتیجہ ہے۔ جن کو محنت کے بغیر آمدنی ہو، جیسے ریاستی وظیفہ خور، وہ بھی دراصل دوسروں کی محنت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

محنت کی تقسیم اور معاشی ترقی: ابن خلدون نے وضاحت کی کہ معاشی ترقی کا راز تعاون میں ہے۔ جب لوگ مل کر کام کرتے ہیں تو پیداوار بڑھتی ہے۔ انہوں نے مختلف پیشوں میں کی اہمیت بھی بیان کی۔

طلب و رسد اور قیمتوں کا نظریہ: ابن خلدون نے بتایا کہ شہروں میں ستائی ہوتی ہے کیونکہ وہاں پیداوار زیادہ اور مقابلہ زیادہ ہوتا ہے جبکہ دیہاتوں میں مہنگائی ہوتی ہے کیونکہ وہاں سامان کم ہوتا ہے۔ انہوں نے قیمتوں کو طلب اور رسد کی ایک خودکار قوت قرار دیا اوریہ پیشرو کا نظریہ ہے۔

ابن خلدون کا لافر کرو: آج کی معاشی دنیا میں **لافر کرو** مشہور ہے جو بتاتا ہے کہ بہت زیادہ ٹیکس لگانے سے حکومت کی آمدنی کم ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں یا ٹیکس چھپانے لگتے ہیں۔ لیکن ابن خلدون نے یہ نظریہ چودھویں صدی عیسوی میں بیان کر دیا تھا۔جب ٹیکس کم ہوں تو رعایا محنت کرتی ہے پیداوار بڑھتی ہے اور حکومت کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جب ٹیکس بہت زیادہ ہوں تو لوگ سستی کرنے لگتے ہیں اور پیداوار گھٹ جاتی ہے۔

ابن خلدون نے سترہویں باب میں مالیاتی نظام، قیمتوں، محنت، پیداوار، تجارت اور عمرانی ترقی کا باہمی تعلق اس خوبصورتی سے بیان کیا کہ مغربی ماہرینِ معاشیات آج بھی ان کی فکر سے متاثر ہیں۔

CC BY

عمرانی دور اور معیشت:

ابن خلدون کا سب سے انوکھا نظریہ تھیوری آف عمرانیات ہے۔ انہوں نے بتایا کہ معاشرے بدوی دور سے ترقی کر کے شہری دور میں آتے ہیں۔ شہری دور میں معاشی ترقی ہوتی ہے، صنعت و تجارت پھلتی پھولتی ہے۔ لیکن جب تعیش اور عیاشی آجائے تو تہذیبیں زوال پذیر ہوتی ہیں۔ یہ نظریہ آج کے ترقی کے ماڈلز کا پیشرو ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور برِ صغیر میں اسلامی معاشی فکر:۔

قطب الارشاد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی برصغیر کے عظیم ترین عالمِ دین، مصلح، فقیہ اور مفکر تھے۔ آپ کی فکر نے نہ صرف مذہبی بلکہ معاشی اور سماجی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔"حجۃ اللہ البالغہ "شاہ ولی اللہ کی سب سے اہم کتاب ہے[17]۔ اس میں انہوں نے شریعت کے مقاصد اور معاشی اصولوں پر تفصیلی بحث کی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ارتفاقات کا نظریہ پیش کیا جو کہ یہ ہے:

ارتفاقِ اوّل :بنیادی زندگی : خوراک، لباس، رہائش۔

ارتفاقِ دوم :خاندان اور گھریلو نظام : تقسیمِ کار۔

ارتفاقِ سوم :شہر :تجارت، صنعت، اجتماعی نظام۔

ارتفاقِ چہارم :ریاست : نظامِ حکومت، قانون، دفاع۔

شاہ ولی اللہ نے بتایا کہ معاشی ناہمواری اور طبقاتی تفریق معاشرے کو کمزور کرتی ہے۔ انہوں نے زمینداری نظام پر کڑی تنقید کی اور مزارعین کے حقوق کی حمایت کی۔شاہ ولی اللہ نے زکوٰۃ، صدقات اور وقف کے نظام کو معاشی ناہمواری دور کرنے کے ذرائع بتایا۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلامی ریاست میں کوئی بھی بھوکا، ننگا یا بے گھر نہیں رہنا چاہیے اور یہ ذمہ داری ریاست اور دولتمندوں پر عائد ہوتی ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جدید اسلامی معیشت:۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی بیسویں صدی کے عظیم اسلامی مفکر، داعی اور مجدد تھے۔ انہوں نے اسلامی معاشیات کو جدید دور کے تناظر میں پیش کیا اور سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں پر تنقید کرتے ہوئے اسلامی نظامِ معیشت کو متبادل کے طور پر پیش کیا۔

سود اور اسلام: مولانا مودودی نے سود (ربا) کی معاشی برائیوں کو نہایت مدلل انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ سودی نظام کیسے دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرتا ہے اور طبقاتی کشمکش پیدا کرتا ہے۔

اسلام اور جدید معیشت: اسلام اور جدید معاشی نظریات مولانا کی اہم کتاب ہے جس میں انہوں نے اشتراکیت، سرمایہ داری اور اسلامی نظام کا موازنہ کیا ہے۔ ان کی اہم معاشی آراء یہ ہیں:

۱۔انفرادی ملکیت کا حق : لیکن استعمال اخلاقی اصولوں کے تحت۔

۲۔آزاد منڈی : لیکن حکومت کی نگرانی کے ساتھ۔

۳۔سرمائے کا استعمال : لیکن سودی نظام کے بغیر۔

CC BY

۴۔زکوۃ کا نظام: دولت کی از سرِ نو تقسیم۔

۵۔وراثت کا قانون: دولت کی ارتکاز کی روک تھام۔[18]

مولانا مودودی نے اسلامی بینکاری کے نظریے کو عوام میں مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور پاکستان میں اس کے قیام کی راہ ہموار کی۔

مفتی تقی عثمانی:۔

مفتی محمد تقی عثمانی پاکستان کے عظیم عالمِ دین اور اسلامی مالیاتی فقہ کے ممتاز ماہر ہیں۔ انہوں نے اسلامی معاشیات کے شعبے میں نہ صرف علمی تحقیقات کی ہیں بلکہ عملی رہنمائی بھی فراہم کی ہے جس سے اسلامی بینکاری اور معیشت کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا گیا۔ مفتی عثمانی نے اسلامی مالیاتی اصولوں کو عام فہم انداز میں بیان کیا اور جدید بینکاری، تجارت اور سرمایہ کاری میں شریعت کے مطابق رہنمائی فراہم کی۔ ان کی کتاب اسلامی معیشت، تجارت میں سود (ربا) کی ممانعت، منصفانہ تجارت اور مالی انصاف کے اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں[19]۔

آپ کے کام کا سب سے اہم پہلو اسلامی بینکاری کی عملی تشہیر اور اس کے اصولوں کو موجودہ معاشی نظام کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔ انہوں نے مرابحہ، اجارہ، استصناع، مضاربہ، مشارکہ اور سکوک جیسے جدید مالیاتی آلات کے شرعی اصول وضع کیے تاکہ اسلامی بینک اور مالیاتی ادارے بغیر سود کے مؤثر طریقے سے کام کر سکیں[20]۔ ان کا کہنا ہے کہ سودی نظام نہ صرف معاشرتی ناانصافی پیدا کرتا ہے بلکہ دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر کے طبقاتی اختلافات کو بڑھاتا ہے۔ مفتی عثمانی نے اسلامی بینکاری کے اس متبادل نظام کو عالمی سطح پر مقبول بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا اور کئی بین الاقوامی سیمینارز، ورکشاپس اور علمی جرائد میں اپنی تحقیق کو پیش کیا۔

مفتی صاحب نے اسلامی معیشت کی تعلیم کو عملی زندگی سے جوڑنے پر زور دیا۔ انہوں نے حکومتوں، کاروباری اداروں اور تعلیمی اداروں کو اسلامی مالیاتی اصولوں کے نفاذ کے لیے رہنمائی فراہم کی اور ساتھ ہی عوام الناس میں مالی شعور بیدار کرنے کی کوشش کی۔ ان کے مشورے اور کتابیں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے اسلامی بینکاری ماہرین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن چکی ہیں۔ ان کی کوششوں کی بدولت آج اسلامی بینکاری کے معیاری اصول بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہیں اور مغربی مالیاتی ادارے بھی اسلامی معیشت کے متبادل ماڈلز پر تحقیق کر رہے ہیں۔

اسلامی معیشت میں آپ نے جس قدر علمی خدمات انجام دیں وہ بے مثال ہیں۔ آپ نے نہ صرف اسلامی مالیاتی اصولوں کی تشریح کی بلکہ عملی بینکاری اور سرمایہ کاری کے شعبے میں ان اصولوں کے نفاذ کو ممکن بنایا۔ آپ کی تحقیق، کتب اور رہنمائی نے اسلامی مالیاتی فقہ کو عالمی سطح پر متعارف کرایا اور آج اسلامی بینکاری ایک قابلِ عمل اور مؤثر نظام کے طور پر دنیا کے سامنے موجود ہے[21]۔ ان کی خدمات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معیشت نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی طور پر بھی جدید معاشی نظام کا متبادل فراہم کر سکتی ہے۔

خلاصہ بحث:

علم معاشیات میں مسلم مفکرین کی خدمات ایک روشن اور دیرپا علمی روایت کی عکاسی کرتی ہیں جو امام ابو یوسفؒ کے دور سے لے کر عصرِ حاضر میں مفتی محمد تقی عثمانی تک جاری ہے۔ اسلامی معاشیات نہ صرف مادی ضروریات کی تکمیل کا علم ہے بلکہ اخلاقی اصول، شریعت کے احکام اور اجتماعی فلاح کے اصولوں پر بھی مبنی ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی تصنیف "کتاب الخراج" اسلامی دنیا کا پہلا جامع مالیاتی دستور شمار ہوتی ہے جس میں خراج، عشر، فے، غنائم اور بیت المال کے انتظامات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ ابن حزم، امام غزالی، ابن تیمیہ، اور ابن خلدون جیسے علماء نے بھی معاشی اصولوں کی تشریح کی، منصفانہ تجارت، اجرت، منصفانہ قیمت، اور اقتصادی انصاف کے تصورات

CC BY

کو واضح کیا۔ ابن خلدون نے محنت کی تقسیم، طلب و رسد، اور لافر کرو جیسے اقتصادی قوانین پر پہلے ہی بحث کی، جو آج کی جدید اقتصادیات میں بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا مودودی نے برصغیر میں اسلامی معاشی فکر کو نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی اور جدید اقتصادی تناظر میں متعارف کروایا، جس سے اسلامی مالیاتی نظام کے عملی نفاذ کے لیے مضبوط فکری بنیاد قائم ہوئی۔

عصرِ حاضر میں مفتی محمد تقی عثمانی نے اس علمی روایت کو جدید مالیاتی نظام کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے اسلامی بینکاری اور معیشت کے شعبے میں عملی رہنمائی فراہم کی۔ انہوں نے مرابحہ، مضاربہ، مشارکہ، استصناع، اور سکوک جیسے جدید مالیاتی آلات کے شرعی اصول وضع کیے تاکہ سود کے بغیر مؤثر بینکنگ ممکن ہو۔ مفتی عثمانی نے اسلامی معیشت کی تعلیم کو عملی زندگی سے جوڑنے اور حکومت، کاروباری اداروں، اور تعلیمی اداروں کو رہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ عوام میں مالی شعور بھی بیدار کیا۔ اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشیات ایک مکمل اور جامع نظام ہے جو نظریاتی اور عملی دونوں جہتوں میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کے متبادل کے طور پر کام کر سکتی ہے۔ مسلم مفکرین کی یہ تاریخی اور معاصر خدمات عالمی سطح پر اقتصادی انصاف، مالی شفافیت، اور منصفانہ دولت کی تقسیم کے اصولوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، اور اس روایت کا مطالعہ آج کی تحقیق اور پالیسی سازی کے لیے ایک قیمتی علمی سرمایہ فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات:

1۔Adam Smith,The Wealth of Nation,(London: W. Strahan and T. Cadell, 1776)P:97.

2۔ آلفریڈ مارشل، پرنسپلز آف اکنامکس، لندن، میکملن، 1980، ص:171۔

3۔ سورۃ النساء، آیت 29۔

4۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، اسلامی اقتصادیات (لاہور: اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر، 1998)، ص 45۔

5۔ تقی عثمانی، اسلامی معیشت، تجارت (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2000)، ص 23۔

6۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، مطبعۃ السلفیہ، قاہرہ، ص 15-20۔

7۔S.M. Ahmad, Economics of Islam (Karachi: Royal Book Company, 2005),P:78

8۔ ابو عبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، بغداد: دار الفکر الاسلامی، ص 10-25۔

9۔ مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات (لاہور: دار المصنفین، 1992)، ص 123۔

10۔ امام یحیٰی بن آدم القرشی، کتاب الخراج، کوفہ، ص 5-15۔

11۔ علی بن احمد ابن حزم، المحلّٰی، اندلس، ص 200-215۔

12۔ امام محمد بن محمد غزالی، احیاء علوم الدین، قاہرہ، ص 234-238۔

13۔ تقی عثمانی، اسلامی معیشت، تجارت، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ص 234-238۔

14۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 2075۔

15۔ ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ، دمام، ص 78-95۔

16۔ عبد الرحمن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، فرانز روز نتھال ترجمہ، ص 340-380۔

17۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، جلد اول، ص 57-89۔

18۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلام اور جدید معاشی نظریات، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص 45-67۔

19۔ حفظ الرحمن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، دار المصنفین اعظم گڑھ، ص 10-30۔

21۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اسلامی بینکاری اور معیشت، کراچی: ادارہ معارف القرآن، 2005، ص 12-40۔

21۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، اسلامی اقتصادیات (لاہور: اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر، 1998)، ص 50-70۔

CC BY